

کیا واقعی دنیا گول ہے؟

(ابن انشا)

13

مشکل الفاظ و تراکیب کی تفہیم

الفاظ	مفہوم
دھرتی	زمین
دھرتی کا گز رہنا	بہت زیادہ سفر میں رہنا
نادیدہ	نہ دیکھا ہوا، اُن دیکھا
اوندھا	اُلٹا
دانش مند	عقل مند
دمِ تحریر	لکھتے وقت، جب یہ تحریر لکھی جا رہی ہے
تھرل	انگریزی کا لفظ Thrill ہے، جوش و جذبہ
تلمذ	شاگردی
مُٹنا	جھگڑا، فساد
خریطہ	تھیلی، وہ تھیلی جس میں سرکاری حکم جاتا ہے
بے غل و غش	بے دریغ، اندھا دھند، محنت و تکلیف کے بغیر
امان	پناہ
اجمال	اختصار، مختصر سا ذکر
بحرِ ظلمات میں گھوڑے	بحرِ ظلمات سے مراد ہے بحرِ اوقیانوس - Atlantic Ocean - مشہور سپہ سالار عقبی بن نافع مراکش کی فتح کے بعد آگے بڑھا تو سامنے یہی سمندر تھا اس نے اللہ کا نام لے کر سمندر میں گھوڑے ڈال دیے اور کہا کہ اگر سمندر نہ ہوتا تو آگے بڑھتا رہتا۔ ایک روایت کے مطابق اس کا گھوڑا پانی پر ایسے چل رہا تھا جیسے زمین پر۔
سند بادِ جہازی	الف لیلوی داستانوں کا مشہور جہاز ران جس نے بحری اسفار اور نئے جزیروں کی دریافت کی بدولت شہرت پائی۔
حاتم طائی	قبیلہ طے کا مشہور شخص جس کی سخاوت ضربِ المثل ہے۔ الف لیلوی داستانوں میں اس سے فرضی کہانیاں منسوب ہیں۔
منیر شامی	سلطنتِ خوارزم کا شہزادہ جو خراسان کے سوداگر برزخ کی بیٹی حسن بانو کا عاشق تھا۔

حسن بانو کے سوال	(۱) ایک باردیکھا ہے دوسری باردیکھنے کی طلب ہے۔ (۲) نیکی کردار یا میں ڈال۔ (۳) بدی کا انجام بدی۔ (۴) سچ میں برکت ہے۔ (۵) کوہ ندا کی خبر لاؤ۔ (۶) مرغابی کے انڈے کے برابر موتی کا جوڑا ڈھونڈ لاؤ۔ (۷) حمام بادگر کیا ہے۔ حاتم طائی نے ان پہیلیوں کے لیے منیر شامی کی مدد کی۔
کوہ ندا	آوازوں والی پہاڑی۔ شہزادی حسن بانو کا پانچواں سوال۔ بلند فصیلوں والے قلعے کے اندر سے یا انہی کی آواز آتی۔ جو اس جانب بڑھتا پتھر کا ہو جاتا۔ دریاؤں کے پانی کو چھونے سے ہاتھ چاندی کا ہو جاتا، پینے سے دانت سونے کے ہو جاتے۔ اسی پہاڑی وادی کے ایک اور چشمے کے پانی سے انسان اصل حالت میں واپس آ جاتا۔
پیر تسمہ پا	الف لیلوی داستانوں کا کردار جو کندھوں پر بیٹھ کر پیچھا نہ چھوڑتا۔ مراد ہے پیچھا نہ چھوڑنے والا شخص۔
داستان امیر حمزہ	بنو عباس کے دور کا مشہور دلیر انسان امیر حمزہ بن ازرق جو الف لیلوی داستانوں میں موجود ہے۔

(بورڈ 2011)

خلاصہ:

شیر محمد خان المعروف ابن انشا مشہور شاعر اور سفر نامہ نگار تھے۔ سبق ”کیا واقعی دنیا گول ہے“ ان کے سفر نامے ”دنیا گول ہے“ سے لیا گیا ہے جس میں چند ممالک کے سفر قومی کسالت اور ڈاکٹر کی ڈگری کے حوالے سے مزاح نگاری کی گئی ہے۔

ہم پوری دنیا گھوم آئے کہا جاتا ہے کہ دنیا گول ہے لیکن ہمیں تو یہ ہر جگہ چپٹی ہی دکھائی دی اس سے زیادہ تو ہم خود گول ہو گئے ہیں۔ کہ پیننگ سے پیرس، کوپن ہیگن، کولمبو اور جکارٹا وغیرہ کی طرف لڑھکتے چلے گئے۔ زمین کی گولائی سے گر پڑنے کا بھی اندیشہ ہے کیوں کہ ہم چھپکلی تو ہیں نہیں۔ ہم دنیا کے گول ہونے کا ثبوت تلاش کرنے اسی طرح نکلے جیسے حاتم طائی منیر شامی کی محبوبہ کی فرمائش پر انڈے کے برابر موتی اور کوہ ندا کی جستجو میں نکلا تھا۔ لیکن ہم اس کی نسبت بہت تیز رفتاری سے مسافت طے کر رہے تھے۔ کہ صبح کراچی میں تھے تو دوپہر کوڈھا کے میں۔ رات بنکاک میں اور یہ تحریر لکھتے ہوئے سنگاپور میں اور ان سطور کے شائع ہونے تک نہ معلوم عشقِ بلاخیز کا قافلہ سفر کے کس مرحلے میں ہوگا۔

ہمیں ایسے لوگوں پر رشک آتا ہے جو صبح گوجرانوالہ بھی جائیں تو شام کو گھر لوٹ آتے ہیں۔ ملل کا کرتا زیب تن کیے تو ام والا پان منھ میں رکھے آرام سے بیٹھ کر داستانِ امیر حمزہ سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور لمبی تان کر سوتے ہیں۔ پاسپورٹ، ویزا، فارن کرنسی، ہوائی جہاز کے ٹکٹ کنفرم کرانے کے خچھٹ سے بے نیاز۔ اجنبی دیسوں میں طرح طرح کے خطرات کا سامنا کرنے کی پریشانی کہ وہاں نوکر اور قلی کی سہولت بھی میسر نہیں ہوتی اپنا سامان ہی نہیں نازخہ بھی خود اٹھانا پڑتا ہے۔

کراچی یونیورسٹی والو! تم نے ہمیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری نہ دی اس کے باوجود ہم ڈاکٹر ہو گئے ہیں لوگ بات بات پر ہمیں ڈاکٹر انشا کہتے ہیں ہمارے وفد میں شامل ترک اور ایرانی سبھی ڈاکٹر ہیں۔ ہمارے ساتھ فضل الباری صاحب ہیں جو پاکستان کے وزیر صحت ہیں یعنی ڈاکٹروں کے ڈاکٹر۔ بس ہم تھے اور اپنا کی سیکرٹری وجیہہ ہاشمی، تو ہم نے آپس میں طے کر لیا کہ ایک دوسرے کو ڈاکٹر کہہ کر مخاطب کریں گے۔ وجیہہ ہاشمی کو تو بے شمار پٹی نسخے یاد تھے البتہ ہم میڈیکل ڈاکٹروں کے سامنے علم و ادب کے ڈاکٹر بن جاتے اور دانش وروں کے سامنے میڈیکل ڈاکٹر اور اگر کوئی دونوں شعبوں کا بھیدی ہو تو ہومیوپیٹھی کے دامن میں پناہ لیتے ہیں بلکہ ایک بار تو دانتوں کا ڈاکٹر بھی بننا پڑا۔ اس لیے ہم اور وجیہہ ہاشمی جب واپس پاکستان آئیں تو ہمیں باقاعدہ ڈاکٹر کہہ کر بلایا جائے کہ جب دوسرے ممالک کے لوگوں نے ہمیں باقاعدہ ڈاکٹر مان لیا ہے تو اپنے ہم وطنوں کو بھلا کیا اعتراض ہے۔

(دنیا گول ہے)

پیرا گراف کی تشریح

اقتباس: ”ہم اس دھرتی کا گز بنے اور بحرِ ظلمات میں گھوڑے دوڑا آئے لیکن ہمیں تو ہر چیز چھٹی ہی نظر آئی۔ دنیا سے زیادہ تو ہم خود گول ہیں کہ پیکنگ سے لڑھکے تو پیرس پہنچ گئے اور کوپن ہیگن سے پھسلے تو کولمبو میں آکر رُک کے بلکہ جا کر تا پہنچ کر دم لیا۔ دنیا کے گول ہونے پر اصرار کرنے والوں کا کہنا ہے کہ یقین نہ ہو تو مشرق کی طرف سے جاؤ، چکر کاٹ کر مغرب کی طرف پھر اپنے تھان پر آ کر کھڑے ہو گے۔ اس میں ہمیں ہمیشہ ایک بدیہی خطرہ نظر آیا کہ کہیں گولائی کی طرف ریگتے ہوئے نیچے نہ گر پڑیں کیوں کہ ہم کوئی چھکی تھوڑا ہی ہیں۔“

حوالہ متن:-

سبق کا عنوان: کیا واقعی دنیا گول ہے؟

مصنف کا نام: ابن انشا

سیاق و سباق:

ابن انشا نے بیشتر ممالک کا سفر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ملک در ملک اور شہر در شہر اس بات کو سچ ثابت کرنے کے لیے گھومتا پھرتا رہا کہ کیا واقعی دنیا گول ہے؟ اس ساری سیر و سیاحت کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ دنیا سے زیادہ ہم گول ہیں۔ مشرق و مغرب کے بیشتر ممالک کی سیر کے بعد سنگاپور میں بیٹھ کر یہ سفر نامہ لکھنے لگے تو تھکاوٹ کی وجہ سے ان لوگوں پر رشک آنے لگا جو سفر کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ اس سفر میں وہ اکیلے نہ تھے بلکہ پاکستان، ترکی اور ایران کے باشندے بھی ساتھ تھے جن میں اکثر و بیشتر ڈاکٹر تھے لیکن ڈاکٹر بیٹ کی ڈگری ان کے پاس نہیں ہے، البتہ ایک دوسرے کو ڈاکٹر کہنے کی وجہ سے غیر ملکی لوگ بھی انھیں ڈاکٹر ہی کہنے لگے۔ ابن انشا امید کرتے ہیں کہ ہمارے ہم وطن بھی ہمیں ڈاکٹر کہہ کر پکاریں گے۔

تشریح: شیر محمد خان المعروف ابن انشا مشہور شاعر اور سفر نامہ نگار تھے۔ سبق کیا واقعی دنیا گول ہے ان کے سفر نامے دنیا گول ہے سے لیا گیا ہے جس میں چند ممالک کے سفر، قومی کسالت اور ڈاکٹر کی ڈگری کے حوالے سے مزاح نگاری کی گئی ہے۔

زیر تشریح نثر پارے میں مصنف کہتے ہیں کہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان فطرتاً کیسانیت سے بیزار ہو جاتا ہے۔ نئے نئے تجربات اور نئی نوپلی چیزوں کو دریافت کرنا ہر انسان کو اچھا لگتا ہے۔ تلاش و جستجو کے اس جذبے کی تسکین کی خاطر لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتے ہیں۔ ایک عام آدمی سفری تجربات کو نظر انداز کر دیتا ہے جب کہ ادیب لوگ ان سفری صعوبتوں اور یادوں کو محفوظ کر لیتے ہیں۔ ابن انشا کا موقف ہے کہ اس بات کا کھوج لگانے کے لیے کہ کیا واقعی دنیا گول ہے؟ پوری دنیا کو کھنگال مارا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ زمین کا چپہ چپہ ناپنے لگے حتیٰ کہ بحرِ ظلمات میں بھی گھوڑے دوڑا دیے۔ مصنف نے بحرِ ظلمات کا ذکر کرتے ہی مسلمانوں کی اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جب انھوں نے بلا خوف و خطر بحرِ اوقیانوس کے پانیوں میں اپنے گھوڑے ڈال دیے تھے۔ یہ بحرِ اوقیانوس دنیا کا دوسرا بڑا سمندر ہے جس کا رقبہ تقریباً 830000 مربع میل ہے۔ بحرِ منجمد شمالی سے جنوبی تک امریکہ، یورپ اور افریقہ کے درمیان S کی شکل میں پھیلا ہوا ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ جہاز رانی اسی سمندر میں ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے اس سمندر میں تجارتی، عسکری اور سیاحتی سفر کیے۔ ابن انشا کہتے ہیں میں نے پیکنگ، پیرس، کوپن ہیگن، کولمبو، جا کرتا، بنکاک یا سنگاپور کی سیر کی، دور دراز کے ممالک میں سیاحت بھی کی لیکن ہر جگہ پہنچ کر سائنس دانوں کی یہ بات مجھے غلط معلوم ہوئی کہ دنیا گول ہے ہمیں تو ہر جگہ چھٹی ہی نظر آئی دنیا سے زیادہ تو ہم خود گول ہیں۔ وہ سائنس دان جو اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ دنیا گول ہے وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ مشرق کی طرف جائے آپ مغرب کی طرف ہی آنکلیں گے۔ مراد یہ کہ مشرقی ممالک اور مغربی ممالک کا دورہ کیجیے، آپ کہیں بھی جائیں گے لوٹ کر اپنے اس تھان پر آ کر کھڑے ہوں گے۔ اب یہی دنیا کی گولائی کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ دنیا کی گولائی کا کھوج لگانے میں

ایک ڈر ہے وہ یہ کہ اگر واقعی دنیا گول ہے اور ہم اس مفروضے کو حقیقت کا روپ دینے کے لیے گھر سے نکلیں تو ہم چھپکلی تو نہیں جو گولائی کے ساتھ چمٹ جاتی ہے اور گرتی نہیں ہے۔ ہم تو انسان ہیں۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ ہم گولائی سے کہیں پھسل کر گر نہ پڑیں۔

ایک عام انسان کے مشاہدے اور سائنس دان کے علم میں فرق یہ ہے کہ عام آدمی ظاہری چیزوں کو دیکھتا ہے۔ اس کی معلومات محدود ہوتی ہیں۔ اسے یہ سمجھنا آسان نہیں کہ گیند کی مانند کسی چیز پر آپ کیسے ہرست گھوم سکتے ہیں۔ عام آدمی یہی خیال کرتا ہے کہ اگر زمین گول ہوتی تو ساری دنیا کا چکر کاٹنا ممکن نہ ہوتا بلکہ اگر کوئی انسان یہ کوشش کرے تو اس کے خلا میں گر جانے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ اس کے برعکس سائنسی آلات کی مدد سے زمین کی تصاویر اس کی گولائی کو ثابت کرتی ہیں۔ ابن انشا کا کمال یہ ہے کہ وہ مزاح و ظرافت لکھتے ہوئے اپنے آپ کو ایک تماشائی کے طور پر نہیں رکھتے بلکہ اپنے آپ کو ایک عام آدمی کے طور پر اس طرح پیش کرتے ہیں کہ پڑھنے یا سننے والا مسکرا اٹھے اور یہ کام سب سے مشکل ہوتا ہے کہ دوسروں کو خود پر ہنسنے کا موقع دیا جائے۔

اقتباس: ”رشتہ آتا ہے کہ دنیا میں ایسے بھی لوگ ہیں کہ کبھی قید مقام سے نہیں گزرتے۔ گوجرانوالہ تک گئے بھی تو دوسرے روز گھر لوٹ آئے۔ ہم سے پوچھیے جومزا اور تھرل ملل کا کرتا پہن، توام والا پان کلتے میں دبا، ٹانگ پر ٹانگ دھرے گھر میں ”داستان امیر حمزہ“ پڑھنے اور لمبی تان کر سونے میں ہے وہ جگہ جگہ مارے مارے پھرنے میں کہاں، قیام کی راحتیں اور برکتیں کہاں تک بیان کی جائیں۔ نہ پاسپورٹ کی فکر نہ ویزا کے لیے بھاگ دوڑ۔ نہ فارن ایجنسی کا ٹھکانا، نہ ہوائی کمپنیوں کے دفاتروں کے پھیرے کہ بھائی ایک سواری ہم بھی ہیں۔ بٹھالو۔ ہمیں کہیں چندے قیام کا تجربہ ہو تو ایسا زبردست قیام نامہ لکھیں کہ لوگ حریفوں کے سفر ناموں کو بھول جائیں۔“ (بورڈ 2012)

حوالہ متن:-

سبق کا عنوان: کیا واقعی دنیا گول ہے؟

مصنف کا نام: ابن انشا

سیاق و سباق:

اس اقتباس کے لیے اوپر دیا گیا سیاق و سباق موزوں ہے۔

تشریح: شیر محمد خان المعروف ابن انشا مشہور شاعر اور سفر نامہ نگار تھے۔ سبق ”کیا واقعی دنیا گول ہے“ ان کے سفر نامے ”دنیا گول ہے“ سے لیا گیا ہے جس میں چند ممالک کے سفر قومی کسالت اور ڈاکٹر کی ڈگری کے حوالے سے مزاح نگاری کی گئی ہے۔

زیر تشریح نثر پارے میں مصنف کہتے ہیں کہ تلاش و جستجو کے جذبے کی تسکین کی خاطر انسان بعض اوقات سیاحت کا سہارا لیتا ہے۔ ان دیکھے مقامات پر پہنچ کر وہ اپنی تھکاوٹ کو بھلا دیتا ہے۔ لیکن اگر کسی فرد کو مسلسل سفر کرنا پڑے تو اس کے دل میں یہ خواہش بھی پیدا ہو سکتی ہے کہ کاش کبھی آرام و سکون سے تھوڑا عرصہ اپنے گھر اپنی سرزمین پر قیام کرنے کا موقع ملے۔ انسان ان لوگوں کو رشتہ کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو اپنے آپ کو بے جا تکلیف میں مبتلا نہیں کرتے۔ کیوں کہ ابن انشا کے موقف کے مطابق جو لطف ملل کا کرتا پہن، شیرے والا پان جبرے میں دبائے، ٹانگ پر ٹانگ دھرے گھر میں ”داستان امیر حمزہ“ کا مطالعہ کرنے اور گھوڑے بیچ کر سونے میں ہے وہ دردِ در کی خاک چھاننے اور ادھر ادھر گھومنے میں کہاں ہے۔ انسان جب گھر میں اپنے خاندان کے ساتھ رہ رہا ہو تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی ہر آسائش اسے میسر ہے۔ مصنف نے جس داستان امیر حمزہ کا ذکر کیا ہے یہ سیدتان کے علاقے کی داستان بنو عباس کے زمانے کے ایک جری انسان امیر حمزہ بن ارزک کی ہے۔ داستان کے اکثر کردار عرب و ایران سے تعلق رکھتے ہیں مگر معاشرتی فضا سراسر ہندوستانی ہے۔ سب سے اہم اور دل چسپ کردار عمرو بن عیار کا ہے اور اس کے چیلے ہیں جو لکھنؤ کے بانکوں کی طرح کی اپنی شرارتوں اور حیرت انگیز کارناموں کے باعث داستان کی جان ہیں۔ ملل کا کرتا، توام والا پان، گھوڑے بیچ

کرسونا اور داستان امیر حمزہ، یہ تصویر برصغیر میں مسلمانوں کے عہد زوال کی تصویر ہے۔ ہزاروں صفحات پر مشتمل "داستان امیر حمزہ" میں اس عہد کی محرومیوں اور نارسائیوں کی بالواسطہ عکاسی ملتی ہے کہ جب مسلمان عملی زندگی میں کچھ کرنے کے قابل نہ تھے اس کی تلافی داستان کے بہادر اور جری کرداروں کے ذریعے کر رہے تھے جو ہر ناممکن کو ممکن بنانے کی قدرت رکھتے تھے۔ جن کے لیے کوئی مشکل، مشکل نہ تھی۔ یہ گویا جاننے کی حالت میں خواب دیکھنے کے مترادف تھا۔ ابن انشا کا موقف یہ ہے کہ جو گھر میں ایک جگہ بیٹھ کر مطالعہ کرنے کا مزہ ہے وہ بیان نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ اس کے لیے نہ پاسپورٹ کے حصول کی فکر، نہ ویزے کا سیاپا، نہ زیر مبادلہ تبدیل کرانے کا ٹٹا اور نہ ہی ہوائی کمپنی کے باشندوں کی منتیں کرنے کی ضرورت کہ صاحب ہمیں ایک سیٹ دے دیجیے، ہم اکیلے ہیں اور ہمیں بھی شریک سفر کرلو۔ ماضی میں پاسپورٹ کا حصول آسان نہ تھا۔ کھوں کہ پاسپورٹ کے اجرا کے لیے پولیس کے محکمے سے اجازت نامہ لینا ضروری تھا۔ اسی طرح زیر مبادلہ کا حصول بھی آسان نہ تھا۔ فقط سیٹ بنک ہی سے زیر مبادلہ حاصل کیا جاسکتا تھا۔ پھر ہوائی کمپنیاں بھی زیادہ نہ تھیں۔ اس لیے سیاح کو ہوائی کمپنیوں کے دفاتر کے متعدد چکر لگانے پڑتے۔ ظاہر ہے یہ مشکلات بعض اوقات انسان کو سفر سے بد دل کر دیتی ہیں۔ ایک حدیث میں بھی سفر کی مشکلات کا تذکرہ ملتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

”سفر عذاب کا ٹکڑا ہے۔“

ابن انشا کا موقف یہ ہے کہ اگر آپ کو یہ سہولت میسر ہو کہ اپنے گھر اور اپنی سر زمین پر رہ سکیں تو پھر سفر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایک جگہ پر قیام کی اہمیت واضح کرنے کے لیے ابن انشا کہتے ہیں کہ اگر ہمیں کچھ عرصہ ایک جگہ قیام کا موقع مل جائے تو ہم ایسا قیام نامہ لکھیں کہ لوگ دوسروں کے سفر ناموں کو بھول جائیں۔ حالاں کہ انسانی فطرت یہ ہے کہ انسان نئے نئے مقامات دیکھنا چاہتا ہے۔ ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ایک ہی جگہ مقیم فرد کے حالات سے اسے کوئی دل چسپی نہیں ہو سکتی لیکن ابن انشا تعلیٰ سے کام لیتے ہیں کہ ہمارا اسلوب، ہماری تحریر اتنی دل چسپ ہے کہ ہمارا قیام نامہ دوسروں کے سفر ناموں سے بہتر قرار پائے گا۔

دوسرے رخ سے دیکھیں تو قوم کی مجموعی سستی اور کسالت کو ہدف تنقید بنایا گیا ہے۔ سفر وسیلہ ظفر ہے اور ہماری قوم سفر سے گریزاں ہے۔ رہ گزریں نہیں قید مقام میں ہے۔ کاش یہ بھی سستی دور کر کے دیگر اقوام کی طرح اسفار کے ثمرات سمیٹ سکتی۔

کثیر الانتخابی سوالات

- 1- ”کیا واقعی دنیا گول ہے“ کے مصنف ہیں: (A) پطرس بخاری (B) ابن انشا (C) مشتاق احمد یوسفی (D) کرنل محمد خان (بورڈ 2019ء)
- 2- مصنف نے کس شہر میں جا کر دم لیا: (A) پکنگ (B) کوپن ہیگن (C) جاکرتا (D) کولمبو
- 3- تیل لینے کے لیے جانے والے لڑکا ہاتھ میں لے کر گیا: (A) پیالا (B) گلاس (C) پلیٹ (D) کٹورا
- 4- جب ابن انشا مضمون لکھ رہے تھے تو وہ کس شہر میں تھے: (A) بنکاک (B) کولمبو (C) سنگاپور (D) کراچی
- 5- دنیا کی سیر میں مصنف کو ہر چیز نظر آئی: (A) گول (B) چٹی (C) چوکور (D) بیضوی

- 6- زمین کی گولائی کی طرف ریگتے ہوئے مصنف کو ہمیشہ خطرہ نظر آیا:
(A) نیچے نہ گر پڑیں (B) راستہ نہ بھول جائیں (C) گرم نہ ہو جائیں (D) واپس نہ آجائیں
- 7- لڑکا تیل لینے گیا تھا:
(A) ایک سیر (B) آدھ سیر (C) تین پاؤ (D) دو سیر
- 8- مصنف دنیا کے گول ہونے کا ثبوت لینے گھر سے نکلے:
(A) سندباد کی طرح (B) حاتم طائی کی طرح (C) منیر شامی کی طرح (D) درویش کی طرح
- 9- منیر شامی کی محبوبہ نے فرمائش کی:
(A) انڈے کے برابر موتی کی (B) گیند کے برابر موتی کی (C) آنسو کے برابر موتی کی (D) سرخ موتی کی
- 10- ابن انشا کو رشک آتا ہے:
(A) سیاحوں پر (B) درویشوں پر (C) جو قید مقام سے نہیں گزرتے (D) نیک لوگوں پر
- 11- ابن انشا ناظرین کو مشورہ دیتے ہیں:
(A) سیر کرنے کا (B) سفر نہ کرنے کا (C) گھر بیٹھنے کا (D) کھانے پینے کا
- 12- فضل باری تھے:
(A) وزیر صحت (B) وزیر سیاحت (C) وزیر تعلیم (D) وزیر قانون
- 13- ابن انشا سفر نامے کے مقابلے پر لکھنا چاہتے تھے:
(A) افسانہ (B) ناول (C) قیام نامہ (D) داستان
- 14- ”کیا واقعی دنیا گول ہے“ مصنف کے سفر نامے سے لیا گیا ہے:
(A) ابن بطوطہ کے تعاقب میں (B) دنیا گول ہے (C) خمار گندم (D) اردو کی آخری کتاب
- 15- ابن انشا دھرتی کا گز بنے اور گھوڑے دوڑا آئے:
(A) صحرا میں (B) بحرِ ظلمات میں (C) بحرِ اکا بل میں (D) خلیج بنگال میں
- 16- ابن انشا نے ریگتے کے حوالے سے ذکر کیا ہے:
(A) ستاپ (B) کچوا (C) چھپکلی (D) کاکروچ
- 17- ابن انشا نے کس داستانوی شہزادی کا ذکر سندباد کے ساتھ کیا ہے:
(A) شہزادی مہر افروز (B) شہزادی حُسن بانو (C) شہزادی نیلم پری (D) حُسن پری
- 18- ابن انشا پیدا ہوئے:
(A) 1937ء میں (B) 1927ء میں (C) 1932ء میں (D) 1931ء میں
- 19- ابن انشا کا انتقال ہوا:
(A) 1978ء میں (B) 1980ء میں (C) 1981ء میں (D) 1982ء میں
- 20- ابن انشا صبح کے وقت کہاں تھے:
(A) کراچی (B) ڈھاکہ (C) بنکاک (D) سنگاپور

- 21- ابن انشا دوپہر کے وقت کہاں تھے:
(A) کراچی (B) ڈھاکہ (C) بنکاک (D) سنگاپور
- 22- ابن انشا نے رات گزاری:
(A) کراچی میں (B) ڈھاکہ میں (C) بنکاک میں (D) سنگاپور میں
- 23- بیگم وجیہہ ہاشمی رہنے والی تھیں:
(A) کراچی کی (B) اسلام آباد کی (C) لاہور کی (D) فیصل آباد کی
- 24- ابن انشا کو ڈاکٹر یٹ کے خریدے سے نوازا:
(A) کراچی یونیورسٹی والوں نے (B) فضل باری نے (C) بیگم وجیہہ ہاشمی نے (D) اقوام متحدہ نے
- 25- بیگم وجیہہ ہاشمی انٹرنیشنل سیکرٹری تھیں:
(A) اپوا کی (B) یونیسکو کی (C) اقوام متحدہ کی (D) یونیسف کی
- 26- دانتوں کا ڈاکٹر بن کے ابن انشا کو کس کی بتائی ہوئی اصطلاحیں کام آئیں:
(A) ڈاکٹر طیب محمود کی (B) فضل باری کی (C) بیگم وجیہہ ہاشمی کی (D) اقوام متحدہ کی
- 27- ابن انشا کے ساتھی تھے:
(A) ایرانی (B) ترک (C) الف اورب دونوں (D) انگریز
- 28- ابن انشا کو میڈیکل ڈاکٹروں کے سامنے بنا پڑا:
(A) علم و ادب کا ڈاکٹر (B) دانتوں کا ڈاکٹر (C) ہومیو پیتھی ڈاکٹر (D) ان میں سے کوئی نہیں
- 29- ابن انشا کس یونیورسٹی والوں سے مخاطب ہوئے:
(A) کراچی یونیورسٹی (B) پنجاب یونیورسٹی (C) پشاور یونیورسٹی (D) ترک یونیورسٹی
- 30- فضل الباری کون تھے؟
(A) وزیر تعلیم (B) وزیر خزانہ (C) وزیر خارجہ (D) وزیر صحت

جوابات

A	-6	B	-5	C	-4	D	-3	C	-2	B	-1
A	-12	B	-11	C	-10	A	-9	B	-8	B	-7
B	-18	A	-17	C	-16	B	-15	B	-14	C	-13
C	-24	B	-23	C	-22	B	-21	A	-20	A	-19
D	-30	A	-29	A	-28	C	-27	A	-26	A	-25

☆☆☆☆☆